جامعہ حقانیہ کا ترجمان

مجلہ الحقانیہ

ساہیوال سرگودھا

شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ جولائی ۲۰۱۲ء



بانی فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

فہرست

خط وکتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048–6786002/6786899

کلمۃ الحق

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

تحریک پاکستان اور علماء دیوبند رحمہم اللہ

قیام پاکستان کیلئے جہاں بہت سی جماعتوں اور تنظیموں نے حصہ لیا وہیں یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس سلسلہ میں علماء دیوبند کی خدمات کو نمایاں حیثیت حاصل ہے اور ان کی جدوجہد تاریخ کا ایک سنہری باب ہے ذیل میں مختصراً چند اہم عظیم اور رہنما شخصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ نئی نسل کو معلوم ہو سکے کہ تحریک پاکستان میں اکابر دیوبند کی کیا خدمات ہیں۔

حضرت حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سابق سرپرست دارالعلوم دیوبند اور برصغیر پاک وہند کے جید عالم دین ممتاز دینی علمی رہنما اور وقت کے مجدد سینکڑوں کتابوں کے مصنف ،لاکھوں مسلمانوں کے مرشد اور پیشوا تھے ،آپ نے پاکستان کا نقشہ سب سے پہلے ۱۹۲۸ء میں پیش کیا ،بعد میں علامہ اقبال مرحوم نے اپنے خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ الہ آباد ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ میں اس تخیل کا اظہار کیا اور پھر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء لاہور میں اس کا بطور ملی نصب العین کے مسلم لیگ کی طرف سے قرارداد پاکستان کی صورت میں مطالبہ کیا گیا مولانا عبدالماجد دریاآبادی کے الفاظ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے دارالاسلام کی اسکیم ان کے سامنے یوں پیش فرمائی تھی ''جی یوں چاہتا ہے کہ ایک خطے پر خالص اسلامی حکومت ہو سارے قوانین تعزیرات وغیرہ کا اجراء احکام شریعت کے مطابق ہو بیت المال ہو ،نظام زکوٰۃ رائج ہو ،شرعی عدالتیں قائم ہوں وغیرہ'' (حکیم الامت نقوش وتاثرات)

مسلم لیگ نے کانگرس سے علیحدہ ہونے کے بعد پہلا الیکشن ۱۹۳۸ء میں

جھانسی کے علاقہ میں لڑا تھا، حضرت تھانوی ؒ نے اس میں یہ فتویٰ جاری فرمایا تھا کہ ''کانگرس کو ووٹ نہ دیا جائے'' آپ کے اس فتویٰ کے نتیجہ میں مسلم لیگ کامیاب ہوئی ،آپ نے نہایت غور وفکر اور اپنے اصحاب نیز علماء کرام سے مشورہ کے بعد مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کیلئے تنظیم المسلمین کے نام سے سب سے پہلا فتویٰ ۱۰ رفروری ۱۹۳۸ء میں جاری فرمایا جس کے طبع ہوتے ہی آپ سے وابستہ علماء کرام کی عظیم جماعت آپ کے خلفاء عظام ہزاروں تلامذہ اور لاکھوں متوسلین مسلم لیگ کی حمایت کیلئے میدان عمل میں کود پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلم لیگ میں جان پڑ گئی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اس وقت چونکہ دیوبندی حلقے کے سرخیل تھے اس لئے آپ کے متوسلین کا مسلم لیگ کی حمایت کرنا کوئی تعجب خیز نہ تھا اس سلسلہ میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی ،علامہ ظفر احمد عثمانی ،حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی ،حضرت مولانا مرتضی حسن چاندپوری ،حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری ،علامہ سید سلیمان ندوی ، حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری ، حضرت علامہ خیر محمد صاحب جالندھری ،حضرت مولانا اطہر علی سلہٹی ،حضرت مولانا شاہ وصی اللہ اعظمی ،حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی ، حضرت مولانا مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی ، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی خطیب امت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی ، حضرت مولانا شبیر علی تھانوی کے اسماء گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں یہ سب حضرات حکیم الامت حضرت تھانوی کے متوسلین ہیں اور ان سب نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مطالبہ پاکستان کی ہر طرح سے تائید وحمایت کی ۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے جہاں مسلم لیگ کی حمایت کی وہیں ارباب مسلم لیگ کی دینی مذہبی اصلاح کیلئے کئی وفود بھی قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کی

خدمت میں بھیجے جنہوں نے مذہبی امور میں ان کی رہنمائی کی چنانچہ ۴جون ۱۹۳۸ء کو بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کیلئے جو وفد تشکیل دیا گیا تھا اس میں علامہ شبیر احمد عثمانی ، مولانا شبیر علی تھانوی اور مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی مفتی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کو بھیجنا تجویز فرمایا تھا ،آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس پٹنہ میں مورخہ ۱۶/۷/ دسمبر ۱۹۳۸ء کو ہوا تو اس میں حضرت مولانا مرتضی حسن چاند پوری کے علاوہ حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی ،مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری ،مولانا عبدالجبار صاحب بھی شریک تھے ،اس وفد نے قائد اعظم سے زبانی گفتگو اور حضرت تھانوی کا پیغام بھی ان کو پہنچایا۔

تیسرا وفد آرمی بل سے متعلق قائد اعظم مرحوم سے ملا جس میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب بھی شامل تھے اس کے علاوہ خط وکتابت کے ذریعہ بھی حضرت تھانوی قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کو اپنے مفید اصلاحی مشوروں سے نوازتے رہے ،اور یہ سلسلہ آخری وقت تک جاری رہا جس کا اعتراف قائد اعظم کو بھی تھا چنانچہ بمبئی کے تاجروں سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم ہے جس کا علم وتقدس اور تقویٰ اگر ایک پلڑے میں رکھا جاوے اور تمام علماء کا علم وتقدس اور تقویٰ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو مجھے یقین ہے کہ ان کا پلڑا بھاری ہو گا وہ مولانا اشرف علی تھانوی ہیں'' (تعمیر پاکستان اور علماء ربانی)

حضرت حکیم الامت تھانوی کے نام قائد اعظم مرحوم ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں : ''مجھ کو مولانا مظہر الدین ، نیز نواب زادہ لیاقت علی خان صاحب سے گفتگو کرنے کا موقع ملا اور میں بہت زیادہ خوش ہوا یہ معلوم کر کے کہ آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے مقصد اور پروگرام سے پوری ہمدردی ہے ،مجھ کو آپ کا خط ملا، لیکن

موجودہ متعدد مشاغل اور عدم حاضری بمبئی کے سبب آپ کو جواب اس سے قبل نہ دے سکا۔ چند نکات جو میرے سامنے پیش کئے گئے میں نے ان کو بغور تحریر کرلیا ہے اور آپ کو یقین دلاتاہوں کہ میں ان کے متعلق آپ سے ضرور مشورہ کروں گا جب وقت آئے گا۔

آپ کا خادم محمد علی جناح (مجالس حکیم الامت مفتی محمد شفیع)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی وفات جولائی ۱۹۴۳ء میں ہوئی ،آپ کے بعد علامہ شبیراحمد عثمانی ،علامہ ظفر احمد عثمانی ،حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی اور دیگر خلفاء ومتوسلین نے آپ کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور مسلم لیگ کی بھرپور تائید کی جس کے نتیجہ میں ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء بروز جمعۃ المبارک ۲۶/ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو پاکستان جیسی عظیم مملکت معرض وجود میں آئی ۔

شیخ الاسلام علامہ شبیراحمد عثمانی سابق صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند

شیخ الاسلام علامہ شبیراحمد عثمانی رحمہ اللہ کی عظیم علمی عبقری شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ حضرت شیخ الہند کے مایہ ناز تلمیذ رشید دارالعلوم دیوبند کے فاضل استاذ حدیث اور صدر مہتمم تھے ،تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات تاریخ کا ناقابل فراموش حصہ ہیں۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ آپ کے دل ودماغ پر مسلمانوں کے زوال کا بہت اثر تھا اور آپ ہمہ وقت اسی فکر میں تھے کہ مسلمانوں کو اس زوال سے کیونکر نکالا جائے آپ نے اسی غرض کیلئے مسلم لیگ میں شرکت فرمائی ۔آپ جمعیت علماء اسلام کے پہلے صدر تھے ،۱۹۴۵ء کے انتخابات میں آپ نے کانگرس کا سخت مقابلہ کیا اور مسلم لیگ کی زبردست حمایت کی ،علامہ کی کوششوں کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ خان

لیاقت علی خان الیکشن میں کامیاب ہوئے ،۱۹۴۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع میدان میں ہونے والے عظیم الشان جلسہ سے آپ نے جو تاریخی اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا اس سے پنجاب میں برسر اقتدار یونینسٹ پارٹی کے درودیوار کانپ اٹھے مسلمانوں پرحق واضح ہوا اور لوگ دھڑا دھڑ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ۔

صوبہ سرحد کا ریفرنڈم جو مسلم لیگ کیلئے نہایت کٹھن مرحلہ تھا علامہ شبیراحمد عثمانی نے اس کیلئے خود بنفس نفیس سرحد کا دورہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کو اپنے زوردار خطاب اور سحرانگیز تقاریر کے ذریعہ مسلم لیگ اور پاکستان کا حامی بنالیا یہ آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے غرضیکہ تحریک پاکستان کیلئے آپکی علمی عملی جدوجہد آپ کی ولولہ انگیز تقاریر اور خطبات نے مسلمانوں کی کایاپلٹ کررکھ دی اور لاکھوں مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے ۔

۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کوآپ پاکستان تشریف لے آئے ،آپ دستور سازاسمبلی کے اہم رکن بھی تھے اس لئے آپ نے مملکت کے دستور کا اسلامی سانچے میں ڈھالنے کیلئے بہت جد وجہد فرمائی ستمبر ۱۹۴۷ء میں جب بھارتی فوجوں نے کشمیر پر چڑھائی کی تو علامہ شبیراحمد عثمانی نے کشمیری مسلمانوں کی آزادی کیلئے جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا اور کشمیر کے مسلمانوں کی ہر طرح مدد کی ۔آپ نے دستور ساز اسمبلی میں رہ کر وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان کے ذریعہ قرار داد مقاصد بھی منظور کروائی جس سے مملکت پاکستان صحیح معنیٰ میں آئینی طور پر بھی اسلامی مملکت بنی ،علامہ شبیراحمد عثمانی رحمہ اللہ کا یہ وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا ،آپ نے قائد اعظم کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ بھی پڑھائی ،افسوس دسمبر ۱۹۴۹ء میں یہ عظیم شخصیت ہم سے جدا ہو گئی ۔

مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیو بندی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیو بند

آپ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ ارشد اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے خاص رفقاء میں سے تھے ، دارالعلوم دیو بند کے فاضل ، علامہ انور شاہ کے تلمیذ رشید اور دیو بند کے صدر مفتی اور استاذ الحدیث تھے ۔ تحریک پاکستان کیلئے آپ کی علمی عملی سیاسی خدمات نہایت اہم اور غیر معمولی ہیں ،۱۹۴۵ء میں ''کانگرس اور مسلم لیگ کے متعلق شرعی فیصلہ'' کے نام سے آپ نے جو مدلل فتویٰ تحریر فرمایا بجاطور پر علمی حلقوں میں اس سے پاکستان کیلئے راہ ہموار ہوئی اور آپ کی اس تصنیف نے صحیح معنی میں قیام پاکستان کی علمی بنیاد رکھی ''افادات اشرفیہ در مسائل سیاسیہ'' کے نام سے آپ نے اس موضوع پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے دس رسائل اور متفرق مضامین بروقت جمع فرما کر شائع کئے جس سے مسلم لیگ کو بہت ہی فائدہ پہنچا اور یہ مجموعہ بہت مؤثر ثابت ہوا۔

۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء کے انتخاب میں لیاقت علی خان مرحوم سہارنپور اور مظفر نگر کے حلقہ انتخاب سے کھڑے ہوئے تو ان کی کامیابی میں آپ کے فتاویٰ نے بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔ آپ جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عاملہ کے باقاعدہ رکن تھے ،جنوری ۱۹۴۷ء میں حیدر آباد سندھ میں جمعیت علماء اسلام نے عظیم الشان کانفرس کی اس میں آپ نے جو خطبہ پڑھا وہ سیاست کے اسلامی اصولوں کا بے نظیر مرقع تھا۔

۹ جون ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم نے مرکزی اسمبلی کے تمام مسلم ارکان کا اجلاس دہلی میں طلب کیا علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ اس میں آپ کو بھی دعوت دی گئی تھی ۔جب ۱۱ جون ۱۹۴۷ء کو علامہ عثمانی ، علامہ ظفر احمد تھانوی اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی قائد اعظم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے صوبہ سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم

میں ان حضرات سے کام کرنے کی درخواست کی چنانچہ علامہ ظفر احمد صاحب نے سلہٹ اور علامہ شبیر احمد عثمانی اور آپ نے سرحد کا تاریخی دورہ کیا اس کیلئے آپ نے رات دن ایک کر دیا اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی اور سرحد پاکستان کا حصہ بن گیا پاکستان بننے کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے یہاں بھی آپ نے قرار داد مقاصد بورڈ آف تعلیمات اسلام کی رکنیت، لاء کمیشن کی رکنیت جیسے اہم امور میں غیر معمولی خدمات انجام دیں اس کی پوری تفصیل ''ماہنامہ البلاغ'' کے ''مفتی اعظم نمبر'' میں قابل ملاحظہ ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خواہرزادہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل علامہ خلیل احمد سہارنپوری کے تلمیذ رشید خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کے استاذ اور مفتی، اعلاء السنن، احکام القرآن، امداد الاحکام جیسی عظیم تفسیری، حدیثی اور فقہی کتابوں کے مصنف بے نظیر محدث مفتی اور مفسر جلیل القدر عالم دین ہزاروں علماء کرام کے استاذ روحانی پیشوا عظیم مربی ومزکی تھے تحریک پاکستان میں آپ کی سنہری خدمات تاریخ کا ایک عظیم باب ہیں پاکستانی الیکشن کے سلسلہ میں تقریباً چار ماہ تک آپ نے ایسا تاریخی اور طوفانی دورہ فرمایا جس کی لپیٹ میں یوپی، بہار، بنگال، پنجاب، سندھ اور سرحد سبھی آگئے، آپ نے جس ہمت اور استقلال سے مہم سر کی اس کی مثال بہت ہی کمیاب ہے اس دور میں جلسوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ہر روز جلسہ ہوتا تھا بلکہ ایک ہی دن میں کئی کئی جگہ جلسے ہوتے تھے صبح کہیں اور شام کہیں اور عشاء کے بعد کسی اور جگہ اس جدوجہد میں آپ کے ہم عصر بھی ہمت ہار گئے اور آپ کا ساتھ نہ دے سکے بعض مقامات پر آپ تن تنہا پہنچے آپ جہاں جاتے پاکستان

کے حق میں لوگ آپ کی آواز پر لبیک کہتے یوں چار ماہ کی مسلسل بے مثال محنت کے نتیجہ میں عامۃ المسلمین کانگرس کی متحدہ قومیت کو چھوڑ کر مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے یہ تمام تر آپ کی عظیم قربانیوں کا نتیجہ تھا اللہ تعالیٰ نے مسلم لیگ کو زبردست کامیابی عطا فرمائی اس تمام تر کامیابی کا سہرہ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سر ہے۔

قائد اعظم مرحوم کو سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم کا بے حد فکر تھا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ جو جمیعت علماء اسلام کے عظیم رہنما تھے انہوں نے ۱۱/جون ۴۷ء کی ملاقات میں صاف طور پر قائد اعظم کو کہہ دیا تھا کہ آپ اس بات کا اعلان کر دیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہو گا پھر ہم ان صوبوں کا دورہ کریں گے ان شاء اللہ مسلم لیگ کو ضرور کامیابی ہوگی ۔قائد اعظم نے اس پر کہا کہ آپ میری طرف سے اعلان کر دیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہو گا چنانچہ اس کے بعد علامہ ظفر احمد عثمانی نے سلہٹ کے ریفرنڈم میں نمایاں اور اہم کردار ادا کیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلم لیگ کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ جس حلقہ میں لیاقت علی خان مرحوم الیکشن لڑ رہے تھے علامہ ظفر احمد عثمانی کی تحریر اور تقریر نے باطل کے اثرات کو وہاں ختم کر کے رکھ دیا اور لیاقت علی خان کو بڑی نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اس کامیابی پر انہوں نے آپ کو ڈھاکہ سے شکریہ کا خط ان الفاظ میں لکھا۔

قائد ملت کا مکتوب

محترم المقام زاد اللہ مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں انتہائی مصروفیتوں کے باعث اس سے قبل آپ کو خط نہ لکھ سکا مرکزی

اسمبلی کے انتخابات میں اللہ پاک نے ہمیں بڑی نمایاں کامیابی عطا فرمائی اور اس سلسلہ میں آپ جیسی ہستیوں کی جد وجہد بہت باعث برکت ہوئی آپ حضرات کا اس نازک موقع پر گوشہ عزلت سے نکل کر میدان عمل میں سرگرمی کے ساتھ جد وجہد کرنا بے حد مؤثر ثابت ہوا اس کامیابی پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں خصوصاً اس حلقہ انتخاب میں جہاں ہماری لیگ نے مجھے کھڑا کیا تھا آپ کی تحریروں اور تقریروں نے باطل کے اثرات بہت بڑی حد تک ختم کر دیئے (تفصیل کیلئے تذکرۃ الظفر مؤلفہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ملاحظہ کریں)

جناب نواب زادہ لیاقت علی خان مرحوم وزیر اعظم پاکستان اور جناب قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کے اس خراج تحسین اور اعتراف حقیقت سے واضح ہے کہ علماء دیوبند نے تحریک پاکستان میں نہ صرف یہ کہ حصہ لیا بلکہ نہایت مؤثر اور قائدانہ کردار ادا کیا، اور ان حضرات کی خدمات اس سلسلہ میں نہایت درجہ اساسی اور بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ اور یہ اعتراف ان لوگوں کیلئے بھی سرمہ بصیرت اور تازیانہ عبرت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کیلئے قربانیاں کرنے والوں میں ملا کہیں نظر نہیں آتا، ساتھ ہی ان لوگوں کیلئے چشم کشا بھی جو بلاوجہ علماء دیوبند کو بدنام کرنے کیلئے کہہ دیتے ہیں کہ علماء دیوبند نے مکمل طور پر پاکستان کی مخالفت کی، حالانکہ دارالعلوم کے سرپرست حضرت حکیم الامت تھانوی، صدر مہتمم حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، صدر مفتی حضرت مفتی محمد شفیع، علامہ ظفر احمد عثمانی تھانوی اور دیگر اکابرین علماء دیوبند نے نہ صرف مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان کی تائید کی بلکہ اس کی حمایت میں علمی، عملی، فکری، نظری ہر اعتبار سے اس میں بھرپور حصہ لیا اور مسلم لیگ میں ایک نئی روح پھونک دی جس کا اعتراف مسلم لیگ کے تمام عمائدین کو تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر علماء دیوبند مسلم لیگ کی حمایت نہ کرتے تو جمیعت علماء ہند جس میں مشاہیر علماء کی ایک بڑی جماعت تھی، جو کانگرس کی حمایت کر رہی تھی، ان حالات میں مسلم لیگ کیلئے اس کا مقابلہ اور اس کے مقابلہ میں کامیاب ہونا از بس دشوار تھا اللہ تعالیٰ ہمارے ان تمام اکابر کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے محض لوجہ اللہ تحریک پاکستان میں سنہری خدمات انجام دیں جن کے نتیجہ میں یہ عظیم مملکت اسلامیہ پاکستان معرض وجود میں آئی ان حضرات کی خدمات کا انکار کسی بھی مورخ اور منصف کیلئے آسان نہیں ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

آخر میں دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس ملک کی حفاظت فرمائے اور اصل منزل مقصود نفاذ اسلام کے پانے میں اس کو کامیابی سے ہمکنار کریں، آمین۔

فقط

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
۲۰ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو (بخاری و مسلم)

تشریح :

مطلب یہ ہے کہ ایمان کی تکمیل جب ہی ہوسکتی ہے اور ایک مسلمان پورا مومن تب ہی ہوسکتا ہے کہ دنیا کے تمام دوسرے آدمیوں سے حتیٰ کہ اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی محبت ہو۔

اس سے پہلی حدیث میں تمام ماسوا سے زیادہ اللہ ورسول کی محبت اور اسلام کی محبت کو ''حلاوت ایمانی'' حاصل ہونے کی شرط بتلایا گیا تھا اور اس حدیث میں صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ذکر فرمایا گیا ہے بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی اور اسلام کی محبت میں باہم ایسا تعلق ہے یہ ایک دوسرے سے الگ ہوکر ہرگز نہیں پائی جاسکتیں ۔اللہ تعالیٰ سے اور اسلام سے صحیح محبت بغیر رسول کی محبت کے ناممکن ہے اور اسی طرح اللہ اور اسلام کی محبت کے بغیر رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تصور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اللہ کے رسول سے جو محبت بحیثیت رسول کے ہوگی وہ درحقیقت اللہ ہی کی وجہ سے اور اللہ ہی کے تعلق سے ہوگی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام

سے بھی پوری محبت ہوگی اس لئے حدیث میں کمال ایمان کی شرط کے طور پر صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت کا ذکر کردیا گیا ہے ، لیکن مطلب وہی ہے کہ ایمانی انوار وبرکات صرف ان ہی خوش نصیبوں کو حاصل ہوسکتے ہیں جن کے دلوں پر اللہ ورسول کی اور اسلام کی محبت کا ایسا غلبہ ہو کہ دوسری تمام محبتیں اس سے دبی ہوئی ہوں ۔

ان حدیثوں میں اللہ ورسول کی محبت کا جو مطالبہ کیا گیا ہے اس کی مراد متعین کرنے میں شارحین حدیث کا کلام کچھ مختلف سا ہوگیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے لئے ان کا مطلب ومقصد سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے ، حالانکہ جو حقیقت ان حدیثوں میں بیان کی گئی ہے وہ بالکل صاف اور سادہ ہے ۔ محبت ایک معروف لفظ ہے اور اس کے معنیٰ بھی معروف ومعلوم ہیں اور وہی یہاں بھی مراد ہیں ، البتہ اللہ ورسول کے ساتھ اہل ایمان کی جو محبت ہوتی ہے وہ ماں باپ اور بیوی بچوں کی محبت کی طرح خونی رشتوں یا دوسرے طبعی اسباب کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ وہ روحانی اور عقلی وجوہ سے ہوتی ہے اور جب وہ کامل ہوجاتی ہے تو اس کے سوا دوسری وہ تمام محبتیں جو طبعی یا نفسانی اسباب کی وجہ سے ہوتی ہیں اس سے مغلوب ہوجاتی ہیں اور اس بات کو ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جس کو اللہ نے اس کا کوئی حصہ نصیب فرمایا ہو ۔ الغرض ان حدیثوں میں محبت رسول سے مراد وہی خاص کیفیت ہے جسے محبت کے لفظ سے ادا کیا جاتا ہے اور اسی کا ہم سے مطالبہ ہے اور وہی گویا ہمارے ایمان کی جان ہے ، قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے :

والذین آمنوا اشد حباً للہ ۔ ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں ۔ (بقرہ ع ۲۰)

(معارف الحدیث ص ۱۳۵ ج ۱)

مرسلہ : محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

بقلم : حضرت مولانا حافظ ابرار الحق صاحب حقی | تصحیح : مولانا محمد اسعد اللہ رامپوری قدس سرہما

فرمایا اب تو لوگوں کا یہ عقیدہ ہی نہیں رہا کہ ایمان، اخلاص اور اعمال صالحہ کو نصرت، فلاح اور ترقی میں دخل ہے آج کل تو خدا اور رسول کو چھوڑ کر یہ دیکھا جاتا ہے دوسری قومیں کس طرح ترقی کر رہی ہیں حالانکہ اپنی ترقی کو کفار کی ترقی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس کو ایک مثال میں سمجھیے۔ایک بھنگی عطر فروشوں کے بازار میں بے ہوش ہو کر گر پڑا وہ لوگ اپنی عادت کے موافق اس کو عطر سونگھانے لگے لیکن وہ ہوش میں نہیں آیا۔ اتفاقاً ایک دوسرے بھنگی کا کا ادھر گزر ہوا اس نے کتے کا پاخانہ سونگھایا اور وہ فوراً ہوش میں آگیا اب اگر کوئی شخص اس بھنگی کے ہوش میں آنے کی تدبیر کو علی الاطلاق مفید سمجھ کر چھوڑ دے پھر اسی بھنگی کے نسخہ کسی نفیس مزاج لطیف الطبع انسان پر استعمال کرے تو نتیجہ یقیناً ناکامی کی شکل میں ظاہر ہوگا وہ ہوش میں تو کیا آئے گا اور اس کی بے ہوشی وامراض دماغی میں اضافہ ہوگا۔ یہ تو عمدہ اور بیش بہا خلخوں ہی کے سونگھانے سے ہوش میں آئے گا۔ بس ایسے ہی مسلمان کفار کے طریقوں سے راہ ترقی پر گامزن نہ ہوسکیں گے مسلمانوں کی ترقی اور فلاح کا راز اعمال صالحہ اور احکام شرعیہ پر عمل کرنے میں مضمر ہے ۔ لہٰذا اس پر دوامت کیجیے اور رحمت خداوندی سے ثمرات ونتائج کے امیدوار رہیے۔

فرمایا تعجب ہے کہ جو لوگ اس کے دعوے کر رہے ہیں کہ ہم ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنا چاہتے ہیں وہ خود کو انگریزیت کی حد درجہ حمایت کرتے ہیں ۔ انگریزی

فیشن، انگریزی تہذیب، انگریزی تمدن، پر لٹے ہوئے ہیں۔ اور کانگریس تو باوجود اس دعوے کے انگریزوں کو نکالنا ہی نہیں چاہتی اور درحقیقت ان کی عافیت ہے بھی سی میں کہ انگریز ہندوستان میں رہیں ورنہ ہندو امن واطمینان سے ہرگز حکومت نہیں کرسکتے۔ ہر وقت ایک ہلچل اور ہڑبونگ مچی رہے گی اس لئے ہندو انگریزوں کے زیر سایہ اپنی قوم کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔ کاش مسلمان بھی ان امور پر نظر غائر ڈالیں اور مآل اندیشی سے کام لے کر صحیح طریقہ پر چلنے لگیں۔

مولانا جمیل احمد صاحب کے نام جناب مولانا شبیر علی صاحب مدیر النور کا خط آیا کہ حضرت لکھنؤ سے تھانہ بھون کے لئے کس تاریخ کو روانہ ہوں گے اطلاع دیجئے تاکہ میں مقرر تاریخ سے پہلے لکھنؤ حاضر ہو جاؤں۔ مولانا جمیل احمد صاحب نے حضرت سے اس کی اجازت طلب کی۔ حضرت نے فرمایا ان سے راحت تو ہر قسم کی ملتی ہے مگر اطلاع اس لئے مناسب نہیں کہ وہ تکلف سے کام لیتے ہیں یعنی آمد و رفت کا کرایہ مجھ سے نہیں لیتے اس سے شرم آتی ہے اور گرانی ہوتی ہے۔

فرمایا ایک صاحب مبتلائے الیکشن کہتے تھے کہ الیکشن میں نفس خوب شکستہ ہوتا ہے کہ ووٹوں کی خاطر ہر کہ ومہ کی جا و بیجا خوشامد کرنا پڑتی ہے انہوں نے اپنے نزدیک الیکشن جیسی لغو حرکت کی خوب توجیہ کی۔ میں نے کہا کہ جناب یہ شکستگی بھی نفس کے موٹا کرنے کے لئے ہوتی ہے کہ چند روز کی خوشامد اور تواضع سے ایک دراز مدت عزت کی کرسی پر بیٹھنا نصیب ہوگا اور ایک گونہ حکومت رہے گی۔ پھر جن لوگوں کی کل خوشامد کرتے پھرتے تھے کامیابی کے بعد ان سے سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتے کیا شکستگی اسی کو کہتے ہیں؟۔

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

کتاب المہند کے عقائد اکابر علماء دیوبند کی نظر میں

(آخری قسط)

مسئلہ سماع موتی

حقیقت یہ ہے کہ دعا اور پکار کے الفاظ تفصیل طلب ہیں اگر ان الفاظ سے کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ صاحب قبر یا زندہ شخص ہماری حاجت یا مراد کو پوری کر دے گا تب تو یہ دعا اور پکارنا ممنوع اور شرک ہے ، بشرطیکہ وہ حاجت عالم اسباب میں اس کے اختیار میں نہ ہو جیسا کہ حضرت گنگوہی نے لکھا ہے ''قبور سے اس طور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر میرا کام کر دے تو یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳ ج ۱)

اور ظاہر ہے جو چیز شرک ہے وہ جیسے وفات کے بعد شرک ہے ویسے ہی زندگی میں بھی شرک ہوگی ،غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی شخص کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھ کر پکارنا کہ دور دراز سے بھی وہ ہماری پکار سنتا ہے اور ہماری حاجت روائی کرتا ہے ممنوع اور شرک ہے اور یہی وہ دعا ہے جو مشرکین کا طریقہ تھا اس طرح کی دعا کی قرآن کریم میں ممانعت آئی ہے اور اسی خاص دعا کو جس کا خاص ہونا ''لایسمعوا دعائکم'' وغیرہ میں مشرکین کی طرف اضافت کر کے بتلا دیا گیا، مگر اس طرح کی خاص دعا کی نفی سے عام دعا کی نفی نہیں ہوتی ، لان نفی الخاص لایستلزم نفی العام۔

قبر کے پاس سے عام موتیٰ کے سننے میں صحابہ کرام کے زمانہ سے اختلاف چلا آرہا ہے کیا اتنے صریح شرک پر ان حضرات میں سے کسی کی بھی نظر نہیں گئی ؟

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

''مسئلہ سماع موتیٰ کا قرن اول میں مختلف ہوا ہے ، اب اس کا فیصلہ تو ممکن ہی نہیں ۔ مگر اپنے مجتہد مقلد ترجیح کی جانب اگر کوئی میلان کرے تو مضائقہ نہیں۔ ۔ ۔ ۔ الحاصل راجح مذہب عدم سماع کا ہے حسب قواعد۔ پس احادیث سماع میں تاویل مناسب ہے ورنہ دوسری جانب بھی مذہب قوی ہے'' (لطائف رشیدیہ)

حضرت گنگوہی اس مختلف فیہ مسئلہ کا فیصلہ نہیں فرماتے راجح عدم سماع کو قرار دے کر سماع موتیٰ کو بھی مذہب قوی فرماتے ہیں کیا وہ ''صریح شرک'' کو مذہب قوی قرار دے سکتے تھے ؟ مگر یہ اختلاف غیر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں ہے۔

سماع انبیاء علیہم السلام کے متعلق حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں استعانت کے تیسرے معنیٰ بیان کرتے ہوئے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

''تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جاکر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کردیوے۔ اس میں اختلاف علماء کا ہے، مجوز سماع موتیٰ اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے ۔ اور جس کو قاضی (ثناء اللہ صاحب) نے منع لکھا ہے (کہ دعا آنہا خواستن حرام است) وہ دوسری نوع کی استعانت ہے ،منہ ۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲)

مگر میاں محمد الیاس صاحب فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت سے سمجھے بغیر ہی اس کے

عدم جواز کو ثابت کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ یہ عبارت حضرت گنگوہی کی نہیں ہے ایک اور عالم کی ہے۔ اس بارہ میں کئی عالموں کے جوابات فتاویٰ رشیدیہ میں منقول ہیں مگر آخری جواب صفحہ ۶۰ میں مذکورہ استمداد کی تفصیل مذکور ہے اور اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ :

''مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں''۔

اس پر حضرت گنگوہی قدس سرہ کے تصدیقی الفاظ اس طرح ثبت ہیں :

''الجواب بھٰذا التفصیل صحیح'' اس تفصیل کے ساتھ یہ جواب صحیح ہے۔

اب آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہئے کہ ''فتاویٰ رشیدیہ'' سے ''زبدۃ المناسک'' کی عبارت کی تائید ہوتی ہے یا جیسا کہ میاں محمد الیاس صاحب نے سمجھا ہے تردید ہوتی ہے ؟

جب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سماع انبیاء میں اختلاف تسلیم نہیں کرتے بلکہ سماع انبیاء علیہم السلام کو اجماعی مسئلہ سمجھتے اور لکھتے ہیں تو پھر ''زبدۃ المناسک'' کی اس عبارت کی تردید کیسے کر سکتے تھے کہ :

''اور پھر رحمت عالم ﷺ کو اپنی لحد میں قبلہ رو لیٹا ہوا تصور کر کے سلام پڑھے ۔ ۔ ۔ پھر آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے اور اپنی شفاعت چاہے اور کہے اے اللہ کے رسول میں آپ سے سفارش کی درخواست کرتا ہوں اور آپ کو اللہ کی طرف سے وسیلہ بناتا ہوں ، اس بات میں کہ میں آپ کی ملت اور آپ کی سنت پر مسلمان کی حیثیت سے جان دوں'' (تعلیم القرآن ص ۴۷)

کیا یہ وہی تیسری صورت نہیں ہے جس کا ذکر اوپر فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۱۲ پر کیا

گیا ہے، یہ دونوں عبارتیں مطابق اور موافق ہیں، مگر میاں محمد الیاس صاحب مذکور کے الٹی عینک لگی ہوئی ہے وہ ایک دوسرے کے مخالف سمجھ رہے ہیں اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ صلاۃ وسلام کے سماع عندالقبر کو قاضی شمس الدین مرحوم اور دوسرے اکابر جمعیت نے بھی تسلیم کر لیا تھا۔

خلاصۃ الکلام

(۱) حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم'' (انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں) کے بارہ میں فرماتے ہیں:

امام بیہقی کی تصحیح پر حافظ ابن حجر نے اتفاق کیا ہے، شاید یہ مراد ہو کہ وہ اسی حالت پر باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے سلب نہ کی گئی ہو۔ نیز فرماتے ہیں ''الانبیاء احیاء'' سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح۔ (تحیۃ السلام وفیض الباری) یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں نہ فقط ارواح کے ساتھ۔

کیا یہ وہی عقیدہ نہیں جس کو ''المہند'' میں اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اسی کی تصدیق حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب فرما رہے ہیں۔

(۲) اسی طرح حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ''التصدیقات'' کے تمام جوابات کے متعلق فرماتے ہیں ''اصابوا بما اجابوا'' (ان اکابر نے جو جوابات دیئے ہیں وہ صواب ہیں)۔ حال وارد لاہور ۱۵/ رجب ۱۳۸۸ھ

(عقائد اہل سنت والجماعت ص ۳۵)

(۳) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مرحوم فرماتے ہیں:

''انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔۔۔ اس

لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا ہے کہ آپ کا جسد اطہر روح سے خالی رہتا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے''۔

حضرت مولانا مرحوم انبیاء علیہم السلام کی قبور مبارکہ میں جسد اطہر کا روح مبارک سے کسی وقت بھی خالی رہنا تسلیم نہیں کرتے۔ یہی ''المہند'' میں اکابر نے لکھا ہے۔

دوسری حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں :

''فرشتوں کے ذریعہ آپ ﷺ کو صرف وہی درود و سلام پہنچتا ہے جو کوئی دور سے بھیجے ، لیکن اللہ تعالیٰ جن کو قبر مبارک کے پاس پہنچادے اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلاۃ و سلام عرض کریں تو آپ ﷺ اس کو بنفس نفیس سنتے ہیں ، اور جیسا کہ ابھی معلوم ہوچکا ہے ہر ایک کو جواب بھی عنایت فرماتے ہیں''۔

(معارف الحدیث ص ۳۸۰ ج ۵)

پھر فرماتے ہیں ''حق یہ ہے کہ اگر ساری عمر کے صلاۃ و سلام کا ایک ہی دفعہ جواب مل جائے تو جن کو محبت کا کوئی ذرہ نصیب ہے ان کے لئے وہی دوجہاں کی دولت سے زیادہ ہے کسی محب نے کہا ہے ؎

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب
کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

(معارف الحدیث ص ۳۸۰ ج ۵)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ کا رجوع

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''ستہ ضروریہ'' میں اس شہرت کی بنیاد پر کہ حنفیہ سماع موتیٰ کا انکار کرتے ہیں یہی لکھ دیا تھا کہ'' ائمہ حنفیہ سماع

موتیٰ کے منکر ہیں''، لیکن جب انہیں ۲۲ سال کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شہرت صحیح نہیں تو انہوں نے صاف طور پر اس سے رجوع کر لیا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت موصوف کا اپنا بیان ملاحظہ فرمائیں جو ہم ذیل میں آپ کے مضمون بعنوان ''بعض اصحاب قبور کا تکلم''، شائع شدہ ماہنامہ الفرقان بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ سے نقل کر رہے ہیں :

''اموات کے مکالمہ سے انکار کی ایک علمی وجہ خاص کر احناف کے لئے یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ بات اچھی خاصی شہرت پا گئی ہے کہ حنفیہ سماع موتیٰ کے قائل نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ اموات سے مکالمہ کا اس وقت تک تصور بھی نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ ان کے لئے سماع بلکہ مزید برآں تکلم بھی نہ تسلیم کر لیا جائے۔

اس بارہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ جن حنفی علماء و مصنفین نے سماع موتیٰ سے انکار کیا ہے کو بھی سماع سے مطلق انکار نہیں ہے بلکہ وہ اس میں استثناء کے قائل ہیں۔ مثلاً وہ مانتے ہیں کہ جب کوئی زائر قبر پر سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اس کا سلام سنتا ہے اور اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ اسی طرح احادیث نبویہ کی روشنی میں انہوں نے اور بھی بعض استثناءات کیے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ شہرت ہی ایک غلط فہمی پر مبنی ہے کہ ائمہ حنفیہ سماع موتیٰ کے منکر ہیں محققین علماء احناف نے دعویٰ کیا ہے کہ فقہ حنفی کے ائمہ واساطین میں سے کسی سے بھی یہ انکار ثابت نہیں ہے'' (الفرقان ص ۳۲)

مولانا موصوف اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :

''اس موقع پر یہ عاجز اس کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ اب سے ۲۲، ۲۳ سال پہلے ''الفرقان'' کے پہلے یا دوسرے سال کے کسی شمارہ میں سماع موتیٰ کے بارہ میں اس عاجز نے بھی وہی لکھا تھا جس کی نسبت حنفیہ کی طرف مشہور ہو گئی ہے۔ یعنی

سماع موتیٰ کا انکار، بعد میں وہ معلوم ہوا جو ''فیض الباری'' سے یہاں نقل کیا جارہا ہے اوراب یہ عاجز اسی کو تحقیقی بات سمجھتا ہے ،واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل''۔

ولٰکن ھٰذا آخر الکلام فی تحقیق حیاۃ الانبیاء الکرام علیھم الصلاۃ والسلام دائماً ما دام اللیالی والایام بل الٰی یوم القیام۔

کتبہ الاحقر الافقر الی اللہ الغنی المدعو بعبد الشکور الترمذی عفا اللہ عنہ ذنبہ الجلی والخفی ،المبتلی بالافتاء فی الجامعۃ الحقانیہ فی القریۃ المسماۃ بساھیوال من ملحقات السرجودھا، حماھا اللہ تعالٰی من کل شرو الآفات وصلی اللہ تعالٰی علٰی سید الکائنات وافضل المخلوقات وعلٰی آلہ الکرام واصحابہ البررۃ العظام ،آمین برحمتک یاارحم الراحمین۔

۱۰/ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

مولانا حذیفہ وستانوی

غفلت کے اسباب، علامات ہولناکیاں اور علاج

(آخری قسط)

(۶) رو رو کر دعا کرنا

حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من لم یسأل اللہ یغضب علیہ۔ جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ (ترمذی: ۳۳۷۳)

(۷) نماز باجماعت ادا کرنا

پانچوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے بھی غفلت دور ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں ہے: من حافظ علی ھؤلاء الصلوات المکتوبۃ لم یکتب من الغافلین۔ جو شخص پانچوں وقت نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرے گا اس کا شمار (عند اللہ) غافلین میں نہیں ہوگا۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۲/۲۸۰)

معلوم ہوا غفلت کو دور کرنے کے لیے نماز کا اہتمام از حد ضروری ہے، مگر افسوس امت اگر سب سے زیادہ اس وقت کسی امر میں کوتاہ ثابت ہوئی ہے تو وہ ہے نماز۔ اور یہی نماز کی کوتاہی دیگر تمام فرائض وواجبات اور سنتوں میں کوتاہی کا سبب ہے۔ کاش امت ہوش کے ناخون لے اور اپنے اوپر سے غفلت کے پردے کو اٹھانے کی کوشش کرے۔

اللھم وفقنا بالصلوۃ والذکر والدعاء والعمل الصالح۔

(۸) تہجد گزاری

غفلت تہجد کو ادا کرنے سے بھی دور ہوتی ہے، حدیث پاک میں حضرت

سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا محمد شرف المؤمن قیام اللیل۔ مؤمن کے لیے سب سے بڑا شرف قیام لیل یعنی رات کو جاگنا ہے۔ (مستدرک ۴/۳۲۵)

(۹) صدقہ خیرات کرنا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صنائع المعروف تقی مصارع السوء و صدقة السر تطفئ غضب الرب وصلة الرحم تزید فی العمر۔ نیکی کرنے والا برائی سے محفوظ رہتا ہے اور خفیہ طریقہ سے صدقہ کرنے سے (بندے سے) اللہ کا غضب ختم ہوتا ہے اور صلہ رحمی کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔ (طبرانی معجم الکبیر ۸/۲۶۱)

معلوم ہوا بھلائی کرنے اور صدقہ کرنے سے آدمی کے لیے دنیا اور آخرت میں بھلائی اور خیر مقدر ہوتی ہے اور غفلت سے بچنا بھی ایک خیر اور بھلائی ہے لہذا غفلت بھی دور ہوتی ہے۔

(۱۰) نفل روزے رکھنا

نفل روزے رکھنے سے بھی غفلت جاتی رہتی ہے ارشاد نبوی ہے: صوم شهر الصبر و ثلاثة أيام من كل شهر يذهبن وحر الصدر۔ (مستدرک احمد ۱۶۸/۳۸، مسند البزار ۱۰۵۷، الترغیب والترھیب: ۵۹۹)

رمضان کے روزے اور ہر ماہ تین روزے دل کے وحر کو ختم کرتے ہیں ''وحر الصدر'' کہتے ہیں دل میں آنے والے برے خیالات، وساوس، حسد، کینہ کی آگ، دشمنی اور انتقام کے جذبہ وغیرہ کو۔ ''وحر'' کا لفظ امام ابن الاثیر کی تحقیق کے مطابق بڑا جامع ہے مذکورہ معانی کو موصوف نے النہایہ فی غریب الحدیث ۵/۱۶۰ میں

نقل کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ روزے کے اہتمام سے اور خاص طور پر ایام بیض کے روزے رکھنے سے جب کہ خلوص وللہیت کے ساتھ ہو آدمی تمام دل کی مہلک بیماریوں سے جس کو بدترین روحانی امراض کہاجاتا ہے محفوظ ہوجاتا ہے عصر حاضر میں اس کی سخت ضرورت ہے اور غفلت روحانی بیماری ہے لہٰذا اس کا علاج نفل روزے رکھنا ہے اللہ ہمیں خلوص کے ساتھ روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(۱۱) زہد فی الدنیا

دنیا سے بے رغبتی بھی غفلت کو دور کرتی ہے ارشادِ خداوندی ہے تِلْكَ الدَّارُ الاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِيْ الْأَرْضِ وَ لا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ آخرت کا (عمدہ) ٹھکانا ہم ان لوگوں کے لیے مقدر کریں گے جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں کرتے تھے اور اچھا انجام تو متقیوں کا ہی ہوتا ہے۔ (القصص: ۸۳)

آیت میں بتایا گیا کہ جو تکبر اور فساد چاہتا ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہے اور یہ دونوں برے وصف انسان میں تمام طور پر مال ہونے کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور آخرت سے غفلت بھی اس کا سبب ہے۔ لہٰذا جو آخرت کا فکر مند ہو وہ دنیا سے ضرورت کے بقدر استفادہ کرتا ہے، باقی آخرت کے لیے کرتا ہے۔

(۱۲) موت کی یاد

حدیث پاک میں حضرت عبداللہ ابن۔۔۔ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا ایک انصاری صحابی تشریف لائے اور دریافت کیا: أي المؤمنين أفضل؟ مؤمنوں میں سب سے افضل کونسا مؤمن ہے؟ تو ارشاد فرمایا: احسنهم

خلقاً جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ پھر دریافت کیا : أي المؤمنين اكيس مؤمنوں میں سب سے زیادہ ذی شعور، ہوشیار اور عقل مند مؤمن کونسا ہے؟ تو فرمایا : اكثرهم للموت ذكرا واحسنهم لما بعده استعدادًا اولئك الأكياس۔

(ابن ماجہ : ۴۲۵۹)

معلوم ہوا کہ جو آدمی جتنا موت کو یاد کرے اور مرنے کے بعد کی زندگی کی تیاری کرے وہی عقلمند انسان ہے گو غفلت موت کی یاد سے دور ہوتی ہے کیونکہ جب کثرت سے موت کو یاد کرے گا تو خود بخود غفلت دور کر کے موت کے بعد کی زندگی کی تیاری میں لگ جائے گا۔

یہ ہوئے غفلت دور کرنے کے اسباب اور علاج گویا دینی تعلیم کا حصول ہمیشہ ذکراللہ میں مشغول رہنا ،ذکر کے حلقوں میں بیٹھنا، قرآن کی تلاوت کرنا، توبہ استغفار کثرت سے کرنا رو رو کر دعائیں کرنا، نماز باجماعت کا اہتمام کرنا، تہجد پڑھنے کی عادت ڈالنا، صدقہ خیرات کرنا، نفل روزے رکھنا، دنیا سے بے رغبت ہونا، موت اور قبر کو کثرت سے یاد کرنا انسان سے غفلت کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق بخشے اور غفلت کی زندگی سے نکال کر آخرت کی تیاری کرنے کی فکر دل میں ڈال دے۔ آمین یارب العالمین۔

گزارش :

امت کے جوان بوڑھے ، بچے ، عورتیں ہر ایک دشمن کے نرغے میں آ کر غفلت والی زندگی گزار رہے ہیں، غفلت کے اسباب کو آپ پڑھیں پھر علامتوں کو اپنی یومیہ زندگی پر اور اپنے حالات پر ایک نظر دوڑائیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہم غفلت کے اس بدترین دلدل میں کیسے بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ لہٰذا جو علاج بتلایا گیا ہے اس کو دل

سے بار بار پڑھیے اور اس پر عمل کرنے اور اس کو اختیار کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ فرائض کا اہتمام کریں، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قربانی وغیرہ اور سنتوں کو زندہ کریں، ان شاء اللہ دنیا و آخرت میں عزت و رفعت ہمارا مقدر بن جائے گی، مگر اخلاص ضرور پیش نظر رکھیں، ریاکاری سے مکمل اجتناب کریں اس لیے کہ عدم اخلاص کی صورت میں علاج مؤثر نہیں ہوگا۔ آپ دیکھیں گے کہ بہت سے لوگ نماز، روزہ وغیرہ کی پابندی کے باوجود غفلت میں مبتلا ہیں، تو وہ عدم اخلاص اور ریاکاری کی وجہ سے، ورنہ قرآن وحدیث جو علاج بیان کرے وہ اثر نہ کرے ایسا ممکن نہیں۔

تنبیہ

جب آپ علاج شروع کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ شروع شروع میں دکھاوے کا خیال پیدا ہو، مگر آپ مایوس نہ ہو جائیں یہ شیطان کا حربہ ہے وہ آپ کے دل میں خیال ڈالے گا کہ جب اخلاص نہیں ہے تو کیوں یہ سب کرتا ہے، مگر آپ اس کو خاطر میں نہ لائیں اور اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں، اپنے عمل کو حتی الامکان لوگوں سے چھپا کر کریں تو انشاء اللہ، اللہ ضرور ایک نہ ایک دن اخلاص کی دولت سے نواز دیں گے ورنہ آپ کی کوشش پر بھی اجر دے دیں گے۔ اللہ ہمیں اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، ریاکاری، بغض، حسد، کینہ، جھوٹ، زنا، چوری، خیانت، غفلت وغیرہ تمام مہلک گناہوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

جناب حافظ محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا علمی و روحانی فیض

حکیم الامت مجدد الملکت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ کا علمی اور روحانی فیض پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، حضرت کے سلسلہ کے خلفاء اور مجازین خلفاء اور ممتاز متوسلین نے جو دینی، علمی، تبلیغی، اصلاحی، تصنیفی اور روحانی کارنامے انجام دیئے ہیں ان کی عالم اسلام میں مثال نہیں، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے پوری زندگی تبلیغ دین، تصنیفات و تالیفات اور اصلاحی ارشادات میں گزاری ہے۔ آپ نے اپنے قلم فیض رقم سے دین کے ہر شعبہ زندگی پر تصانیف کا عظیم ذخیرہ چھوڑا ہے، ڈیڑھ ہزار سے زائد دین کے تمام شعبوں میں دینی تصانیف تالیف فرما کر ملت اسلامیہ پر احسان عظیم فرمایا، حدیث و فقہ اور تفسیر میں جو عظیم تالیفات منصہ شہود پر آئیں دنیا ان کی مثال لانے سے قاصر ہے، دینی مسائل، تفسیر و حدیث و فقہ کے علوم و معارف پر مشہور زمانہ تصانیف منظر عام پر آئیں جو تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں اور قیامت تک حضرت کی تصانیف مسلمانوں کی رہنمائی کرتی رہیں گی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی نے اپنی زیر تربیت ایسے علماء و صلحاء کی جماعت تیار کی جن کی برصغیر پاک و ہند میں نظیر نہیں ملتی ایسے اکابر علماء آپ کے در دولت پر حاضر ہوئے جن کا نام سن کر ہی گردنیں احترام سے جھک جاتی ہیں۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، علامہ ظفر احمد عثمانی، مفتی محمد حسن امرتسری، مفتی

محمد شفیع دیوبندی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا قاری محمد طیب قاسمی، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری، مولانا شاہ وصی اللہ الٰہ آبادی، مولانا محمد عیسیٰ الٰہ آبادی، مولانا محمد اسحاق بردوانی، مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی، مولانا شبیر علی تھانوی، مولانا احمد علی سلہٹی، مولانا مفتی دین محمد بنگالی، مولانا شمس الحق فریدپوری، حضرت مولانا حافظ جلیل احمد شیروانی، مولانا مسیح اللہ خان شیروانی، مولانا فقیر محمد پشاوری، مولانا اسعد اللہ رامپوری، مولانا محمد طاہر قاسمی، مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفی، مولانا عبدالجبار حصاروی، مولانا حاجی محمد شریف ہوشیارپوری، مولانا شاہ عبدالحق ہردوائی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

پھر آپ کے سلسلہ کے دیگر اکابر علماء علامہ محمد ادریس کاندھلوی، مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا محمد یوسف بنوری مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد مالک کاندھلوی، مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی مفتی عبدالحکیم سکھروی مفتی محمد خلیل گوجرانوالہ، مولانا نجم الحسن تھانوی، مفتی محمد وجیہ حیدرآبادی بابا نجم احسن، مولانا محمد احمد تھانوی، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عبدالرحمن اشرفی، مولانا نذیر احمد فیصل آبادی، مولانا عبدالمجید انور ساہیوال، مولانا مفتی عبدالستار ملتانی، مفتی عبدالقادر کبیروالا رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے حضرات گزرے ہیں جن کے علم و عمل اور تقویٰ و طہارت کی دنیا شاہد ہے۔

حضرت حکیم الامت کے خلفاء مجازین خلفاء اور متوسلین جنہوں نے پورے عالم اسلام کی خصوصاً برصغیر پاک وہندو بنگلہ دیش میں جو عظیم علمی، دینی، تدریسی، تبلیغی و اصلاحی خدمات سرانجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں، پوری دنیا میں حضرت کے فیض علمی و روحانی کو پھیلایا، تصانیف کے ذریعہ قرآن و حدیث و فقہ و کلام کی جو خدمات انجام دیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی خدمات کو روشناس کرانے کے

لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت حکیم الامت کے خلفاء و متوسلین ہی نے پورے ہندوستان و پاکستان و بنگلہ دیش کے علاوہ پوری دنیائے اسلام میں دینی مدارس قائم فرمائے جہاں سے لاکھوں افراد فیض علمی سے سیراب ہوکر نکلے اور دینی خدمات میں مصروف ہوئے۔

دارالعلوم دیوبند ہویا مظاہر علوم سہارنپور، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ہویا حیدرآباد دکن، پاکستان میں جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ خیرالمدارس ملتان، دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ، جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی، جامعہ اشرفیہ سکھر، جامعہ امدادیہ فیصل آباد، جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور، جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور، جامعہ صیانۃ العلوم لاہور، جامعہ اشرف العلوم گوجرانوالہ، مظاہر علوم حیدرآباد، جامعہ امدادالعلوم پشاور، جامعہ اشرفیہ پشاور، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، اسی طرح ملک بھر میں ہزاروں مدارس حضرت حکیم الامت تھانوی کے خلفاء ومجازین کی یادگاریں اور حضرت کے متوسلین کے قائم کردہ ہیں اور یہ سب فیضان ہے حضرت حکیم الامت تھانوی کا۔

علاوہ ازیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان بھی حضرت حکیم الامت کے خلفاء و متوسلین کی کاوشوں کا ثمرہ ہے، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی ہی نے وفاق المدارس کی بنیاد رکھی اور انہی حضرات نے یہ تنظیم قائم کرکے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی نے ۱۹۲۹ء میں مجلس صیانۃ المسلمین کی بنیاد رکھی

اور حضرت کے خلفاء و مجازین نے مجلس کے پروگرام کو عام کیا، مجلس کے پہلے صدر حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب مقرر ہوئے اور اسی مجلس نے متحدہ ہندوستان میں دین تبلیغ واشاعت کا بڑا کام کیا، سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں دین کا پرچار کیا، تقاریر و تحریر کے ذریعہ اسلام کی خدمات انجام دیں ،قائداعظم اور مسلم لیگ کی تربیت کے لئے حضرت حکیم الامت نے اپنے خلفاء و متوسلین کے وفود بھیجے جن سے قائداعظم کی دینی تربیت ہوئی اور وہ بہت متاثر ہوئے ، پھر تحریک پاکستان میں حضرت کے خلفاء و متوسلین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور شب و روز حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی پیشین گوئی اور خواب کو علمی جامہ پہنانے کے لئے ان تھک محنت وجدوجہد کی ، اور بالآخر پاکستان معرض وجود میں آیا، ان حضرات کی خدمت کا قائداعظم نے خود اعتراف کیا اور حضرت حکیم الامت کے دو جلیل القدر اکابر خلفاء کے ہاتھوں پاکستان کی پہلی پرچم کشائی کرائی ، یعنی شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی اور علامہ ظفر احمد عثمانی نے کراچی وڈھاکہ میں اپنے ہاتھوں سے سبز ہلالی پرچم لہرایا، آج یہ سرزمین پاکستان کا قیام بھی حضرت حکیم الامت اور ان کے خلفاء کی کاوشوں کا نتیجہ ہے ۔

قیام پاکستان کے بعد قرارداد مقاصد پاس کرانا بھی انہی حضرات کا عظیم کارنامہ ہے ، پھر بائیس نکات کی شکل میں ایک دستور اسلامی جو تمام مکاتب فکر کے جید علماء سے متفقہ طور پر مرتب کرایا، یہ بھی حضرت حکیم الامت ہی کے خلفاء و متوسلین کا عظیم کارنامہ ہے ، بالخصوص حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی کا یہ یادگارِ زمانہ کارنامہ ہے جو ہمیشہ یاد رہے گا، اور تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت میں بھی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے خلفاء نے ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں ، تحریروں اور تقریروں

کے ذریعہ قادیانیت کے خلاف عوام و خواص کو آگاہ کیا اس سلسلہ میں علامہ شبیر احمد عثمانی ،علامہ محمد ادریس کاندھلوی، مفتی محمد شفیع ،مولانا بدرعالم میرٹھی ، مفتی محمد حسن ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری اور مولانا محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

اسی طرح جو باطل فرقہ یا باطل عناصر اسلام کے مقابلہ میں آئے ،مرزائیت ہو، پرویزیت ہو، یا مشرقی فتنہ ہو، یا جدیدیت کا فتنہ ہو، روافض ہوں یا خارجی ہوں ، سوشلسٹ ہوں یا کمیونسٹ ہوں سب کے سامنے یہ حضرات ڈٹ گئے اور ہر جابر و ظالم حکمران کے سامنے حق کا اظہار کیا اور ہمیشہ اسلام کی سربلندی ،ناموس رسالت وعظمت صحابہ واہل بیت اور دین حق کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا، آج بھی مجلس کے اکابرین واراکین میں مفتی محمد رفیع عثمانی ، مفتی محمد تقی عثمانی ، مولانا عبیداللہ امرتسری، مولانا سلیم اللہ خان ، مولانا مشرف علی تھانوی، مولانا محمد حنیف جالندھری ، مفتی وکیل احمد شیروانی ،مولانا قاری تنویر الحق تھانوی، مولانا حکیم محمد اختر، مولانا حکیم محمد مظہر، مفتی عبدالرحیم ،مولانا فضل الرحیم اشرفی، مولانا محمد اسعد تھانوی، مفتی محمود اشرف عثمانی ، مفتی سید عبدالقدوس ترمذی اور مولانا عبدالدین سلیمی شامل ہیں جو مجلس کے ذریعہ دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

مولانا زبیر احمد صدیقی

خونِ وارثانِ انبیاء کی ارزانی

کلمہ طیبہ کے نام پر معرض وجود میں آنے والے دنیا کے واحد ملک میں وارثانِ نبی ، حاملان قرآن اور راہنمایان امت کا لہو جس بے دردی سے بہایا جا رہا ہے دنیا میں اس کی مثال معدوم ہے ، اہل سنت والجماعت کا وہ خاص طبقہ جو توحید و سنت کا داعی ، شریعت نبویہ کو اپنی ہئیت کذائیہ کے ساتھ تھامے اس میں کسی قسم کی تحریف وکمی بیشی روا نہیں سمجھتا ، مناصب نبوت ، تعلیم ، تزکیہ ، تبلیغ ، جہاد ، اعلاء کلمۃ اللہ اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کا داعی اور علمبردار ہے سے تعلق رکھنے والے ہر شعبہ کے علماء کو چن چن کر شہید کیا جا رہا ہے ، ان شہدائے اسلام میں ایسے محقق علماء بھی تھے جو میدان تدریس کے شاہسوار اور خالص تحقیقی مزاج رکھنے والے تھے ، عوامی جلسوں یا عملی سیاست سے انکا ذرا بھی تعلق نہ تھا ، سفاک قاتلوں کے ہاتھوں حق گو خطباء نیز مرشدین امیت اور مشائخ بھی محفوظ نہ رہ سکے ، مصنفین اور حق کے داعی قلمکار تو ویسے ہی ان درندوں کے نشانہ پہ ہیں ، مدارس دینیہ کے مہتمین ، شیوخ الحدیث ، مفتیان کرام ، مفسرین عظام اور پاکیزہ زندگیوں کے حامل شب بیدار ، بے ضرر اور گمنام علماء الغرض ہر ایک دیو بندی عالم کو نشانہ بنایا گیا۔

اہل حق اکابر کے شہداء کی ایک طویل فہرست ہے جس کا احاطہ اس مختصر شذرہ میں کرنا ممکن نہیں ، بطور نمونہ حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ ، حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ ، مولانا احمد حسن جان شہیدؒ ، مولانا حق نواز شہیدؒ ، مولانا سعید احمد جلال پوری

شہید ؒ، مولانا ضیاء الرحمن شہید ؒ، مولانا اعظم طارق شہید ؒ، مولانا نذیر احمد تونسوی شہید رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین کا نام پیش کیا جارہا ہے۔

مورخہ ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۳ اپریل ۲۰۱۲ء کو مفسر قرآن، خطیب بے بدل محقق عصر، صاحب قلم ادیب، عالم با عمل، ہادی خلق حضرت اقدس مولانا محمد اسلم شیخوپوری ؒ اور ان کے خادم خاص سفرین صاحب ؒ کو کراچی میں اور مولانا محمد محسن شاہ ؒ کو لکی مروت میں گولیوں سے بھون کر شہید کر دیا گیا جبکہ اس سے چند روز قبل جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاد مولانا نصیب خان کو اغواء کر کے تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر کے پھینک دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ لاجل مسمیٰ

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری ؒ سے احقر کی پرانی نیاز مندی تھی، وہ دو مرتبہ احقر کی درخواست پر جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کی سالانہ تقریب ختم بخاری شریف میں تشریف لائے اور میری درخواست پر وہ اپنی معذوری کے باوجود طویل وعریض سفر کر کے ہانگ کانگ بھی بیان کے لیے تشریف لے گئے، دونوں ٹانگوں سے معذور، خوبصورت و خندہ چہرہ، لبوں پر مسکراہٹ بکھیرتے بلا کے ذہین و فطین، علم کے بحر بے کراں اور عمل کے غازی مولانا محمد اسلم شیخوپوری ؒ گوناں گوں صفات کے حامل تھے، انہیں حق تعالیٰ نے بلا کا زور بیاں نصیب فرمایا تھا، دورانِ بیان الفاظ ان کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے ہوتے، ان کی گفتگو استدلالی اور عام فہم ہوتی تھی، تفسیر قرآن کریم کے شغف نے انہیں قرآنی اور نورانی بنا دیا تھا، وہ جب گویا ہوتے تو یوں لگتا کہ خزانہ علم سامعین کے سامنے بکھیرتے جا رہے ہیں اور سامعین موتی چنتے اور

سر دھنتے جارہے ہیں، ان کے بیانات سے ہزاروں لوگوں نے حق تعالیٰ کی معرفت کے جام نوش کیے، بے شمار لوگوں کو توفیق توبہ نصیب ہوئی، ان گنت بھٹکی ہوئی انسانیت جادہ مستقیم پر گامزن ہوگئی، انٹرنیٹ پران کے دروس قرآن دنیا بھر کے مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ تھے، ان کے قلم میں بھی غضب کی روانی تھی، ضرب مومن میں پکار کے نام سے لکھا جانے والا انکا کالم واقعی ایک دردمند دل کی پکار تھا، طبیعت میں سادگی اور تواضع غالب تھی، اہل حق کی تنظیم واتحاد کے فکر مند تھے، قرآنی علوم کی اشاعت کے جذبہ میں گویا وہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے ایک طرح کے جانشین تھے، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت آل واصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے رگ وریشہ میں پیوست تھی، اکابرین واسلاف سے ان کی عقیدت بھی مثالی تھی، وہ اپنے اکابر کے از سرتا پا غلام تھے، انہوں نے ہزاروں علماء کرام میں درس قرآن کا ذوق و سلیقہ منتقل فرمایا، گویا کہ وہ حقیقی داعی قرآن تھے، وہ معذور تھے لیکن خدمت دین میں نہ صرف تندرست بلکہ طاقتور محسوس ہوتے، انہوں نے کراچی میں اپنی سرگرمیوں کا آغاز ایک تین پہیے والے سائیکل سے کیا اور آخر دم تک سرگرم رہے، مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ کے والد محترم کا اسم گرامی محمد حسین تھا، آپ ضلع شیخوپورہ کے گاؤں لدھر چک نمبر ۱۱۶ میں ۱۹۵۹ء میں پیدا ہوئے، ملک کی مشہور دینی درسگاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی، جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، جامعہ ربانیہ ٹوبہ ٹیک سنگ، جامعہ قاسمیہ فیصل آباد میں تعلیم حاصل کی، آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی احمدالرحمن صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ قابل ذکر ہیں۔

فراغت کے بعد تقریباً اکیس سال جامعہ بنوریہ کراچی ، چار سال جامعۃ الرشید کراچی ، چھ سال جامع مسجد تو ابین گلشن معمار کراچی اور دو سال مدرسہ فلاح دارین کراچی میں تعلیمی خدمات سرانجام دیں، کراچی کے کوچہ کوچہ میں آپ نے درس قرآن اور پیغام الٰہی عوام تک پہنچایا، ضرب مومن میں پکار کے نام سے آپ کا مقبول عام کالم تا حیات جاری رہا، آپ نے گراں قدر تصنیفات بھی تحریر فرمائیں، ان میں بیشتر قرآن کریم سے متعلق ہیں :

(۱) تسہیل البیان فی تفسیر القرآن (۲) آسان درس قرآن (۳) درس قرآن وحدیث (۴) درس اخلاق (۵) عشاق قرآن کے ایمان افروز واقعات (۶) خلاصۃ القرآن (۷) خزینہ (۸) ندائے منبرومحراب (۹) درس صحیح مسلم (۱۰) پچاس تقریریں (۱۱) تفہیمات (۱۲) بڑوں کا بچپن

مولانا شہید اور دیگر شہداء کا خون کس کے دامن پر تلاش کیا جائے ؟ افسوس کہ اہل حق آج تک اس کا تعین نہیں کر سکے کہ آخر ان بے گناہ وارثان انبیاء کا قاتل کون ہے ؟ ان قیمتی نفوس کی شہادتوں کا ذمہ دار کون ہے ؟ کیا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا اور اسے روک نہیں لگ سکتی ؟ کیا حکومت کا فریضہ نہیں کہ وہ اس غیر انسانی سلسلہ کو روکے ، یہ سوالات ہر دردمند علم دوست مسلمان کے ذہن میں گونج رہے ہیں ، ہماری حکومتوں کا مزاج اس قدر فاسد ہو چکا ہے اور یہ اپنا وطیرہ بنا چکے ہیں کہ طاقت کے بغیر کسی کی بات نہیں سنتے ، اس ملک کا قانون ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کا مصداق بن چکا ہے ، قانون کے محافظ لاقانونیت کے ارتکاب سے ہی قانون کو حرکت میں لاتے ہیں ، اب تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ نادیدہ قوتیں حکومتی اداروں کی سرپرستی میں علماء کا قتل عام کر رہی ہیں ، یہ قوتیں اور ان کے سرپرست

دراصل دونوں کسی اور کے غلام ہیں

جو ان کے ایجنڈا کی تکمیل چاہتے ہیں، گویا کرائے کے یہ قاتل اور ان کے سرپرست حکمران دونوں چند ٹکوں کی خاطر دین دشمنوں کے ہاتھوں استعمال ہو کر اہل حق کی خون ریزی کر رہے ہیں، ان حالات میں ہماری اہل حق علماء کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس سلسلہ ظلم کو روکنا آپ کے فرائض منصبی میں شامل ہے، قوم اکابر کے حکم اور اشارہ کی منتظر ہے، اس سلسلہ کو روکنے کے لیے منظم حکمت عملی ضروری ہے، بصورت دیگر باری باری سبھی اس ظلم کا شکار ہوتے رہیں گے، اور ہم روایتی طور پر وقتی جذبات کا اظہار، تقریر و تحریر کے ذریعے خراج تحسین اور خصوصی نمبر شائع کر کے گویا اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو جائیں گے، قاتل پھر کسی اور قیمتی شخصیت کا انتظار کریں گے، یوں یہ سلسلہ جاری رہے گا، اس لیے قائدین علماء کو فوری طور پر اس مسئلہ کی جانب توجہ کرنا ہوگی، دوسری گذارش حکومت وقت اور ریاستی اداروں کی خدمت میں عرض ہے کہ کسی بھی طبقہ کو اس طور پر ظلم کا نشانہ بنانا یا نشانہ بنتے گوارا کرنا تشدد اور بغاوت کو جنم دیتا ہے، ماضی میں جنم لینے والی علاقائی، لسانی اور فرقہ وارانہ پر تشدد تحریکیں اور تنظیمیں محرومیوں اور ناانصافیوں کا رد عمل کے طور پر سامنے آتی ہیں، اگر سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ایک طبقہ مجبوراً انتقام کی آگ میں بھڑک کر ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہو جائے گا، اس کا نتیجہ ملک میں خانہ جنگی کی بدترین شکل میں ظاہر ہو گا، اگر ریاستی ادارے ملک سے خانہ جنگی کا خاتمہ چاہتے ہیں تو وہ بلا تفریق قاتلوں کے خلاف کاروائی کریں، علماء کرام کو سیکورٹی فراہم کریں اور شہداء کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہوں۔

مفتی ابو عبیدالرحمن عارف محمود، کراچی

جہنم سے آزادی وخلاصی کیسے ممکن ؟

ہر مسلمان کی یہ خواہش وچاہت ہوتی ہے کہ وہ آخرت میں کامیاب قرار پائے، جنت میں چلا جائے اور اسے جہنم سے خلاصی وآزادی عطا ہوجائے، یہ کیسے ہوگا؟ آیئے احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے ہر دن اور رات کو اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں اور ہر مسلمان کی ہر دن اور رات ایک دعا قبول ہوتی ہے، امام احمد ہی کی ایک روایت میں ہے کہ ہر افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔

وہ کون سے اعمال واسباب ہیں جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے خلاصی وآزادی عطا فرماتے ہیں، خاص طور سے رمضان کے مبارک مہینے میں، جب اللہ کی رحمت عام ہوجاتی ہے، شیاطین مقید کردیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، ہم گناہ گار مسلمانوں کو یہ موقعہ غنیمت سمجھنا چاہئے کہ بلاعوض جنت عطا کی جارہی ہے اور جہنم سے خلاصی عنایت ہورہی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: أنت عتيق الله من النار، آپ کو اللہ نے آگ سے آزادی عطا فرمائی ہے، حضرت ابوبکر کی طرح ہر مسلمان کو آگ سے خلاصی مل جائے اسکے لیے اعمال کو اختیار کرنا ہوگا۔

(۱) اعمال میں اخلاص

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بندہ اخلاص کے ساتھ، اللہ کی رضا کے لیے ''لا الہ إلا اللہ'' کہتا ہے تو اللہ تعالی اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔ اخلاص کی واضح علامت یہ ہے کہ بندہ مکمل بیداری، اہتمام اور نشاط کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرے اور اس بات کو محبوب رکھے کہ سوائے اللہ کے کوئی اس کے اعمال پر مطلع نہ ہو سکے۔

ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کب پتہ چلتا ہے کہ بندہ مخلصین میں سے ہے؟، انہوں نے فرمایا: اس وقت جب بندہ اپنی تمام کوششیں اور صلاحیتیں اللہ کی اطاعت میں صرف کرے اور یہ تہیہ کرے کہ بندوں کے نزدیک اس کا کوئی مقام و مرتبہ نہ ہو۔

(۲) تکبیر تحریمہ کے ساتھ باجماعت نماز کا اہتمام

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے چالیس دن تک باجماعت تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھی، اس کو دو پروانے عطا کیے جاتے ہیں، ایک جہنم سے آزادی کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔

ہم کوشش کریں کہ اذان ہونے کے بعد صرف نماز کی تیاری میں مشغول ہوں، ان شاء اللہ کبھی تکبیر اولی فوت نہیں ہوگی۔

(۳) عصر اور فجر کی نمازوں پر محافظت (پابندی)

مسلم شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا جو سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھ لے یعنی فجر اور عصر کی۔ فجر اور عصر کی نمازوں کے ساتھ انکی سنتوں کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔

مسلم شریف ہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔

(۴) ظہر سے پہلے اور بعد میں سنتوں کا اہتمام

ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے اور بعد کی چار رکعتوں پر محافظت کی اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔

عزیزان گرامی! یہ فضیلت تو پابندی کرنے والوں کو حاصل ہوگی، کوشش کریں کہ اہتمام کے ساتھ ان کو ادا کریں۔

(۵) اللہ کی خشیت سے رونا

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہ ہوگا جو اللہ کی خشیت سے رویا، حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے، اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ (رواہ الترمذي والنسائي)

مبارک ہو آپ کو اگر آپ اللہ کی خشیت سے روتے ہیں، دلوں پر لگا ہوا گناہوں کا زنگ ندامت کے آنسو ہی دھوتے ہیں، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی پورے سال میں ایک مرتبہ بھی اللہ کی خشیت سے رویا تو یہ بھی بہت ہے۔

مسلم شریف کی روایت کے مطابق اللہ کے عرش کا سایہ پانے والے سات خوش نصیبوں میں سے ایک وہ آدمی ہے جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہیں۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ دو قطروں سے بڑھ کر اللہ کو کوئی چیز پسندیدہ نہیں، ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کی خشیت کی وجہ سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستے میں بہایا گیا ہو۔

خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آنسو کا ایک قطرہ آگ کی کئی موجوں کو بجھانے کے لئے کافی ہوتا ہے، اگر کوئی آنسو آنکھ سے نکل کر رخسار پر بہہ پڑتا ہے تو وہ چہرہ کبھی آگ کو نہ دیکھے گا، کوئی بھی بندہ اللہ کی خشیت سے نہیں روتا، مگر اس کے اعضاء وجوارح بھی اس کے ساتھ خشیت اختیار کرتے ہیں، اس کا نام اس کی ولدیت کے ساتھ ملأ اعلیٰ پر لکھا جاتا ہے، اس کا دل اللہ کے ذکر کے ساتھ روشن ہوتا ہے (الرقۃ والبکاء لابن أبی الدنیا) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خشیت کا کوئی آنسو نصیب فرمادے۔

(٦) اللہ کی راہ میں چلنے والے قدم

ترمذی شریف کی روایت میں یزید بن أبی مریم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز کے لئے جارہا تھا تو عبایہ بن رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ ملے اور کہا کہ تمہیں خوش خبری ہو کہ تمہارے یہ قدم اللہ کے راستے میں پڑرہے ہیں، میں نے ابو عبس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوجائیں وہ جہنم کی آگ پر حرام ہوجاتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ پہلے وقت میں غسل کر کے جمعہ کی نماز کے لئے آنے اور بات چیت کئے بغیر خطبہ سننے پر ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور قیام کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

اہل ایمان بھائیو! آیئے کوشش کریں کہ ہمارا اٹھنے والا ہر قدم اللہ کی راہ میں، اللہ کی طرف بلانے کے لیے، مظلوم کی مدد کے لیے، مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرنے، مریض کی عیادت اور جنازہ کی نماز میں شرکت کے لیے ہو۔

(٧) اخلاق کی نرمی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہلکا، نرم خو اور لوگوں کے قریب ہوگا

اللہ اس کو آگ پر حرام کردیتے ہیں۔ (رواہ الحاکم)

علامہ مناوی ''فیض القدیر'' میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سب سے زیادہ نرم خو تھے، آپ کے صحابہ جب کسی دنیوی معاملہ کے بارے میں بات چیت کرتے تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ شریک ہوجایا کرتے، اور جب آخرت کے امور کا ذکر کرتے تو آپ بھی ان کے ساتھ آخرت کا تذکرہ فرماتے اور جب صحابہ کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ان کے ساتھ کھانے ہی کی بات چیت فرماتے تھے۔

(۸) بیٹیوں اور بہنوں کی پرورش

بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا جو بھی شخص تین بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے گا تو یہ (بیٹیاں اور بہنیں) اس کے لیے جہنم کی آگ سے اوٹ بن جائیں گی۔

امام احمد کی روایت میں ہے کہ ان کو سنجیدگی کے ساتھ کھلایا، پلایا، اور پہنایا تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے حجاب بن جائیں گی۔

(۹) غلاموں کو آزاد کرنا

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی مسلمان مرد کسی مسلمان غلام کو آزاد کردے تو یہ اس کے لیے آگ سے آزادی کا باعث ہے، اس کی ہرہڈی کے بدلے اس کی ہرہڈی کو آزاد کردیا جائے گا اور کوئی بھی مسلمان عورت کسی مسلمان باندی کو آزاد کرے تو یہ اس کے لیے آگ سے آزادی کا باعث ہے، اس کی ہرہڈی کے بدلے اس کی ہرہڈی کو آزاد کردیا جائے گا (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ)

آج اگرچہ غلام وباندی کو آزاد کرنا ممکن نہیں رہا، لیکن اللہ کے فضل وکرم سے دوسرے ایسے اعمال ہیں جو ان کے قائم مقام قرار دیے گئے ہیں، ابوداؤد کی

روایت میں ہے کہ مجھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے دو گردنوں کو آزاد کرنے سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ میں فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کروں ''اللہ أکبر، الحمد لله، سبحان اللہ اور لا الہ إلا اللہ'' کہوں۔ امام نسائیؒ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج طلوع اور غروب ہونے سے قبل سو مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہا تو یہ سو غلام آزاد کرنے سے افضل ہے اور جس نے سورج طلوع اور غروب ہونے سے قبل سو مرتبہ الحمد للہ کہا تو یہ اللہ کی راہ میں سو گھوڑے دینے سے افضل ہے، اور جس نے سورج غروب وطلوع ہونے سے قبل سو مرتبہ ''لا الہ إلا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شيء قدير'' کہا تو قیامت کے دن کوئی اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا، مگر یہ کہ وہ اس سے زیادہ مرتبہ کہے۔

نسائی ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آگ سے بچاؤ کے لیے ڈھال لے لو اور یہ کلمات کہو: سبحان اللہ، الحمد لله، ولا الہ إلا اللہ واللہ أکبر، اس لیے کہ قیامت کے دن یہ کلمات بندے کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں سے آئیں گے، اور یہی کلمات باقیات صالحات ہیں۔

(۱۰) مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کی، غیر موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کیا اللہ پر حق ہے کہ اس کو جہنم کی آگ سے آزاد کردے۔ (رواہ احمد والطبرانی) پہلے تو کوشش کریں کہ کسی ایسی مجلس میں ہماری شرکت ہی نہ ہو جس میں غیبت، بہتان وغیرہ کسی بھی ذریعہ سے دوسرے مسلمان کی ہتک عزت کی جارہی ہو، اگر مجبوراً بیٹھنا پڑے تو کسی کی غیبت سننے سے اجتناب کریں، زبان

سے ، یا کم از کم دل سے اس پر نکیر کریں ، ورنہ اس مجلس سے اٹھ جائیں۔

(۱۱) الحاح وزاری اور دعا کی کثرت

امام احمد کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا : کوئی بھی مسلمان شخص تین دفعہ اللہ سے جنت نہیں مانگتا، مگر جنت یہ کہتی ہے کہ اے اللہ! اسے جنت میں داخل کردے ، اور کوئی بھی مسلمان شخص تین دفعہ جہنم کی آگ سے پناہ نہیں مانگتا، مگر جہنم کی آگ یہ کہتی ہے کہ اے اللہ! تو اسے مجھ سے پناہ دے دے۔

کوشش اس بات کی کرنی چاہئے کہ ہم کثرت سے اپنی دعاؤں میں الحاح وزاری کے ساتھ جہنم کی آگ سے پناہ مانگیں اور جنت کو طلب کریں۔

(۱۲) روزہ جہنم کی آگ کے لیے ڈھال ہے

امام طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا : روزہ ڈھال ہے ، اس ڈھال کے ذریعہ بندہ جہنم کی آگ سے بچاؤ کرتا ہے۔

کوشش کریں کہ اس ڈھال کو غیبت اور چغل خوری سے پھاڑ نہ ڈالیں ، تاکہ روزہ جہنم سے بچاؤ کے لیے بطور ڈھال کام آسکے ، کیوں کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا جب تک اسے غیبت ، چغل خوری وغیرہ سے پھاڑ نہ ڈالا جائے۔

(۱۳) فقراء ، مساکین اور مستحق لوگوں کو کھانا کھلانا

''حلیۃ الأولیاء'' میں ایک اسرائیلی روایت منقول ہے کہ موسی علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا بدلہ ہے جو آپ کی رضا کی خاطر مسکین کو کھانا کھلائے ؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا : اے موسی میں ایک آواز لگانے والے کو حکم دیتا ہوں کہ وہ علی رؤس الاشہاد اعلان کرے کہ فلاں بن فلاں اللہ کی طرف

سے جہنم کی آگ سے آزاد کردہ ہے۔ فقیروں، مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والا عمل ہے، بلکہ اسے افضل الاعمال شمار کیا گیا ہے، طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو خوش کرنا، بایں طور کہ آپ نے اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا، یا کپڑے پہنا دیے، یا اسکی کوئی اور حاجت پوری کردی۔

طبرانی ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جنت میں کچھ کمرے ایسے ہیں جن کا ظاہران کے باطن (اندر) سے اور باطن ظاہر سے دکھائی دے گا، ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! یہ کس کو ملیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ان لوگوں کے لیے ہیں جن کا کلام پاکیزہ ہوگا، جس نے لوگوں کو کھانا کھلایا اور رات قیام میں گزاری جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔

محترم قارئین کرام! فرائض وواجبات کی ادائیگی اور معاصی سے اجتناب کے بعد یہ چند اعمال ہیں جن کے اختیار کرنے اور ان پر مداومت سے ہم بھی جہنم کی آگ سے خلاصی پاسکتے ہیں، اگر پہلے سے ان پر عمل پیرا ہیں تو بہت ہی اچھی بات ہے، رمضان میں مزید اہتمام کی کوشش کریں، اگر ایسا نہیں تو پھر آئیں ابھی سے نیت اور عزم کریں کہ ہم خود بھی ان اعمال کو اختیار کریں اور دوسروں کو بھی ان اعمال کی طرف متوجہ کریں۔ یہاں ایک بات ذہن نشین رہے کہ اعمال صالحہ کے ساتھ عقائد کی درستگی نہایت ضروری ہے، وگرنہ یہ اعمال کسی کام نہ آسکیں گے، لہذا کوشش کریں کہ مستند اور معتمد علماء کرام سے رجوع کرکے اپنے عقائد کی اصلاح کی بھی کوشش کرلیں، تاکہ اعمال کی عمارت کو صحیح اور مضبوط بنیاد فراہم ہو سکے۔ اللہ تعالی ہم سب کو ان اعمال خیر پر آنے کی توفیق عنایت فرمائے اور جہنم کی آگ سے مکمل خلاصی وآزادی عطا فرمائے۔

اعلان داخلہ برائے درجہ تخصص فی الافتاء

جامعہ حقانیہ (ساہیوال سرگودھا) میں درجہ تخصص کے داخلوں کی درخواستیں ان شاء اللہ تعالیٰ مؤرخہ ۹ رشوال ۱۴۳۳ھ تا ۱۳ رشوال ۱۴۳۳ھ وصول کی جائیں گی۔ بعدازاں تقریری اور تحریری امتحانات لیے جائیں گے جن میں کامیاب ہونے والے طلبہ میں سے دس طلبہ کامیابی کی ترتیب سے داخلہ کے لیے منتخب کیے جائیں گے امیدوار حضرات سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل امور ذہن نشین فرمالیں :

(۱) صرف وہ طلبہ داخلے کے لیے تشریف لائیں جو وفاق المدارس یا کسی مستند دینی درس گاہ سے دورہ حدیث کے امتحان میں جید جداً درجے میں کامیاب ہوئے ہوں۔ اور کشف الدرجات اور قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ہمراہ لائیں۔

(۲) صاف ستھری اردو اور عربی کتابت پر دسترس ہونا بھی داخلے کیلئے ضروری ہے۔

(۳) تخصص فی الافتاء میں داخلہ کے بعد دو سالہ نصاب پورا کرنا لازم ہوگا۔

(۴) داخلہ کے لیے ضروری ہے کہ امیدوار کی وضع قطع شریعت کے مطابق ہو۔

(۵) تحریری امتحان کے دو پرچے ہوں گے جن کی تفصیل درج ذیل ہے :

پہلا پرچہ : مشکاۃ المصابیح، نورالانوار، اور ہدایہ ثالث سے متعلق ہوگا۔

دوسرا پرچہ : صرف، نحو، اصول حدیث و تفسیر وغیرہ مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہوگا۔

(۶) تقریری امتحان میں عبارت کی درستگی، عقائد و نظریات اور افہام و تفہیم کی صلاحیت اور طرز تکلیم خاص طور پر ملحوظ ہوں گے۔

برائے رابطہ : 048-6786002/03213439428-0332-7548814-03014843429

